Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 29, Sr. No.73, 2008, pp 51 - 60

تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۲۹، عدد ۱۔۴، شمارہ ۷۳، ۲۰۰۸ء

کشمیر —— آزادی سے غلامی تک

خواجہ زاہد عزیز☆

Abstract

Emperor Ashoka was the first who occupied Kashmir and then introduced Buddhism there. The decline of Buddhism resulted in rampant tyranny and atrocity in the territory but soon recovered from this evil under the rule of Lalitaditya(697-733 AD) and Chak Dynasty(1585A.D). Unluckily, in 1586, Kashmir came under Mughal domination due to religious bigotry and Chak's tyranny. The Mughal occupation of the territory lasted till the beginning of Sikh rule. Maharaja Gulab Singh purchased Kashmir in 1846 from the East India Company through a deal. With the end of British rule in 1947, the Dogra rule also ended but again the Kashmiri were denied of self rule. Kashmir was affiliated to India through a conspiracy hatched by the British and the Hindu, and till day Kashmiris are striving for their liberation.

سرزمین کشمیر جس طرح دنیا میں اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے ممتاز ہے۔ اسی طرح اس میں بسنے والی قوم بھی اپنی خصوصیات کے حوالے سے منفرد ہے۔ جنگ کا میدان ہو یا امن کا زمانہ،

☆ لیکچرار، شعبہ کشمیریات، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

اس سرزمین کے باشندوں نے اپنی عظمت کے پرچم بلند کئے اور عالمگیر شہرت پائی۔ کشمیر صدیوں سے ایک آزاد ملک رہا ہے اور اس نے ہمیشہ اپنی وحدت اور سالمیت کو برقرار رکھا ہے۔ سکندر اعظم جو کہ ایک عظیم فاتح تھا اور جس کی مملکت میں نہ صرف مقدونیہ، ایشیائے کوچک، مصر، عراق، ایران اور دریائے آمو کے شمال میں بلخ تک کے علاقے شامل تھے بلکہ افغانستان، پنجاب اور سندھ کے علاقے بھی اُسی کی مملکت کا حصہ تھے لیکن کشمیر اپنی آزاد حیثیت سے اپنی جگہ موجود تھا، اُس عظیم بادشاہ کی مملکت میں شامل نہیں تھا اور اُس نے اپنی انفرادیت کو برقرار رکھا ہوا تھا۔(۱)

شہنشاہ داریوش نے ۵۰۰ قبل مسیح میں گندھارا اور سندھ کے سارے علاقے پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی سلطنت کو ۲۰ صوبوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ ان میں سے تین صوبے وادی سندھ سے تعلق رکھتے تھے۔ شہنشاہ داریوش کے اس سارے انتظام میں کشمیر کا ذکر کہیں بھی نہیں آتا ہے، کیونکہ وہ ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے اپنی جگہ موجود تھی۔(۲)

کشمیر جنت نظیر اپنی رنگینی و رعنائی کی بدولت انتہائی دلکش سمجھا جاتا ہے۔ کشمیر کی تاریخ پر سنسکرت، فارسی، انگریزی، اردو اور کشمیری زبان میں تسلسل کے ساتھ کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور یہ ایک ایسا خطہ ہے جسے اپنی ہزاروں سال پر محیط مکتوب تاریخ پر فخر ہے۔

کشمیر ہزاروں سال سے ایک آزاد ملک کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر موجود رہا ہے۔ ہمالیہ، قراقرم اور ہندکش کے سربفلک کوہستانوں کے درمیان اس مملکت کے مختلف خطوں کا آپس میں گہرا تعلق رہا ہے۔ ماضی میں کشمیر اور ترکستان کے ممالک کے مابین تجارتی تعلقات بہت گہرے رہے ہیں، چنانچہ ترکستان سے آنے اور جانے والے قافلے گلگت اور بلتستان سے ہو کر گزرتے تھے۔ یارقند، سمرقند، تاشقند، کاشغر اور ختن سے تجارت کا سلسلہ قراقرم کے مختلف دروں کے راستے زمانہ قدیم سے زمانہ حال تک جاری رہا ہے۔(۳)

ریاست جموں و کشمیر برصغیر پاک و ہند کے اوپر عین شمال میں اس طرح واقع ہے کہ اسے ''برصغیر پاک و ہند کا تاج'' کہا جاتا ہے اور ایشیا کے درمیان اس طرح واقع ہے کہ

اسے ایشیا کا دل کہا جاتا ہے۔اس کے مشرق میں تبت، شمال میں چین اور افغانستان ،مغرب میں پاکستان اور جنوب میں بھارت واقع ہے ۔ ماضی میں اس کے چین کے ساتھ بہت اچھے دوستانہ مراسم رہے ہیں۔ پی این کے بامزئی کے مطابق:

> Different scholars of China visited Kashmir in different ages. These scholars created love and harmony between the people of both countries. These scholars played a vital role to introduce Kashmir in the East and the West.(4)

سرزمین کشمیر نے نامور اور جری جانباز پیدا کئے۔ ان جانبازوں میں ایک نام عظیم فاتح للتادت کا بھی ہے۔جس نے نہ صرف شمالی پنجاب ،کابل،قندھاراور چینی ترکستان کو مسخر کر کے اپنی قلمرو میں شامل کیا بلکہ ہمسایہ ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات بھی استوار کیے ۔للتادت ہی کے عہد حکومت میں چین کے ساتھ کشمیر کے دوستانہ مراسم تھے اور باقاعدہ سفیروں کا بھی تبادلہ ہوتا تھا۔ (۵)

کشمیر کا ایک اور عظیم سپوت ڈوگرہ مہاراجہ رنبیر سنگھ تھا، جس نے کشمیر کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کروانے میں ایک مثبت کردار ادا کیا ۔اس نے روس اور کشمیر کے مابین تعلقات استوار کیے اور اس سلسلے میں روسی زبان کو کشمیر میں متعارف کروانے کے لیے سری نگر میں ایک سکول قائم کیا، جس میں روسی زبان سکھائی جاتی تھی۔ اس سکول کا تذکرہ کے وار یکو اس انداز میں کرتے ہیں:

> By establishing a school for teaching Russian language in Kashmir, Maharaja Ranbir Singh sought to remove the language barriers in the course of his friendly communications with the Russians in Central Asia.(6)

کشمیر کی تاریخ ناگاؤں ، آریاؤں اور پشاچوں کے ذکر سے شروع ہوتی ہے ۔ اس میں بدھ مت کے راج کا بھی تذکرہ ملتا ہے اور اختتام سکھوں اور ڈوگروں پر ہوتا ہے۔ پہلی مرتبہ اس وقت بیرونی تسلط کا شکار ہوا جب تیسری صدی قبل مسیح کے وسط میں بدھ مت کے پیرو کار اشوک نے اسے فتح کر کے اپنی قلمرو میں شامل کیا۔(۷) کشمیر کے عوام مٹھی بھر برہمنوں کی

حکمرانی اور ان کے جبر وستم سے تنگ آ چکے تھے ۔انہیں بدھ مت میں اپنی نجات نظر آئی اور انہوں نے جوق درجوق بدھ مت کو قبول کیا کیونکہ یہ ذات پات سے مبرا تھا۔ بدھ مت اپنے ساتھ محبت ، پاکیزگی، بھائی چارہ، آزادی، مساوات اور اخلاقی بلندی کا پیغام لے کر آیا۔

اشوک کے زمانہ میں انسانوں کے ایک ایسے فعال معاشرے نے جنم لیا جس میں فلسفہ، ادب، فنون، تعمیرات اور سائنس کے میدان میں کارہائے نمایاں سر انجام دیے گئے۔ بالآخر دوصدی بعد بدھ مت پر کشمیر میں زوال آیا اور ہُن حکمران مہر گل نے ظلم و جبر کی ایک نئی داستان رقم کی، لیکن کشمیر کو اللہ تعالیٰ نے عروج بخشنا تھا، اسی لیے سرزمین کشمیر نے عظیم فاتح للتادت کو جنم دیا جس نے ایک مرتبہ پھر کشمیر کو عروج کی بلندیوں تک پہنچایا۔ للتادت کشمیر کی تاریخ کا وہ درخشندہ ستارہ ہے جس کا نام سُن کر ہر کشمیری کا سرفخر سے اونچا ہو جاتا ہے اور اسے فوراً یاد آ جاتا ہے کہ اُس کے بزرگوں نے ایک زمانے میں ترکستان سے وسط ہند تک کے وسیع علاقے کو فتح کر ڈالا تھا۔(۸)

عرصۂ دراز تک کشمیر مختلف مذاہب کی آماجگاہ رہنے کے بعد بالآخر اسلام کی روشنی سے منور ہوا۔ کشمیر وہ خطہ ہے جس کی نسبت یہ کہنا بجا ہے کہ اس کو مسلمان بادشاہوں کی تلواروں اور تدبیروں نے نہیں بلکہ مسلمان عالموں اور درویشوں کی تاثیروں نے فتح کیا۔ سلطان محمود غزنوی نے اس کی چٹانوں سے سر ٹکرایا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی کی وفات کے تین سال بعد ۹۲۴ ہجری میں اس کے بیٹے مسعود نے بھی کشمیر پر حملہ کیا لیکن ناکام رہا۔ کشمیر میں اشاعت اسلام کا سارا کام ایران اور ترکستان کے بزرگان دین کے ہاتھوں ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ کشمیر میں اسلام حملہ آوروں کے زور اور زبردستی سے نہیں بلکہ مرحلہ وار تبلیغ کے نتیجہ میں پھیلا ہے۔(۹)

۱۳۳۹ء میں مسلم حکمرانی کا آغاز تاریخ کشمیر میں ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام

کشمیر میں کسی فاتح کی فوجی مہم کے نتیجے میں یا جبراً نہیں پھیلا بلکہ شاہ میر جیسے عادل، وسیع القلب اور نرم دل حکمران اور سید علی ہمدانی اور ان کے سینکڑوں رفقائے کاروں کی تبلیغ، انسان دوستی اور ذہانت و شرافت کی وجہ سے پھیلا ۔ شاہ میر سے قبل کے راجاؤں کی بدکرداریوں اور ان کے ظلم و جبر نے عوام الناس کو گوناگوں مصائب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ شاہ میر نے شاہ میری خاندان کی بنیاد رکھ کر کشمیریوں کو نئی زندگی بخشی ۔ شاہ میری خاندان نے ایسے ایسے عظیم سپوت پیدا کیے جنہوں نے ایک بار پھر کشمیر کو بام عروج پر پہنچا دیا۔ سلطان شہاب الدین کشمیر کی تاریخ کا دوسرا درخشندہ ستارہ تھا جس نے فنِ حرب وضرب اور سپہگری میں اپنا لوہا منوایا ۔ اس عظیم سپوت نے کشمیر کی سرحدیں سرہند تک بڑھائیں۔ اس کے علاوہ مغرب میں پشاور کو فتح کرنے کے بعد کابل ،کاشغر اور بدخشاں کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ (۱۰)

شاہ میری خاندان کا ایک اور چشم و چراغ زین العابدین المعروف بڈ شاہ تھا۔ جس نے تقریباً نصف صدی کشمیر پر حکومت کی ۔ اس کا دور حکومت کشمیر کا زریں دور سمجھا جاتا ہے۔ زین العابدین کو ہمسایہ ممالک میں عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ زین العابدین کے تعلقات مصر ،گیلان اور مکہ کے حکمرانوں سے نہایت دوستانہ تھے ۔ والئی گوالیار ڈونگر سنگھ نے موسیقی کے موضوع پر نادر کتب زین العابدین کو تحفے میں بھیجیں اور اس کے علاوہ اس عظیم بادشاہ کے عہد میں کشمیر کے سفارتی تعلقات سندھ ،بنگال،تبت، گجرات،کاٹھیاواڑ اور مالوہ سے بھی استوار رہے۔ (۱۱)

سلطان شمس الدین (۱۳۴۳ء) سے سلطان حبیب شاہ (۱۵۵۴ء) تک ۲۱۱ سال شاہ میری خاندان کی حکمرانی رہی اور غازی خان چک (۱۵۵۴ء) سے یعقوب شاہ چک (۱۵۸۶ء)

تک ۳۲ سال چک خاندان حکمران رہا۔ مغلوں نے کشمیر کو تسخیر کرنے کے لیے تقریباً آٹھ حملے کیے لیکن باہمت اور جنگجو کشمیریوں نے ہمیشہ ان کی جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا۔ لیکن ۱۵۸۵ء میں مذہبی منافرت اور فرقہ پرستی کا ہی شاخسانہ تھا کہ ریاست کے بزرگوں کا ایک وفد مغل شہنشاہ اکبر کے دربار میں جا پہنچا اور اپنا تعاون پیش کر کے ریاست پر فوج کشی کرنے کی دعوت دی، اور اس طرح ۱۵۸۶ء میں کشمیر دوسری مرتبہ غیر ملکی قبضہ میں آ گیا اور کشمیر کی آزاد حیثیت ختم کر کے اسے مغل سلطنت کا صوبہ بنا دیا گیا۔ (۱۲) مغلیہ سلطنت کے آخری زوال پذیر اور پر آشوب دور میں کشمیری قوم بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور ۱۷۵۳ء میں مغلوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر کشمیریوں نے احمد شاہ ابدالی کو تسخیر کشمیر کی دعوت دی اور ۱۸۱۹ء میں اہل کشمیر کا ایک وفد پنڈت بیر بل کی قیادت میں مہاراجہ رنجیت سنگھ والئی پنجاب کے پاس لاہور پہنچا اور عوام الناس کو افغانوں کے ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لئے سکھوں کو کشمیر پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔ اس طرح سے ۱۸۱۹ء میں سکھ کشمیر کے مالک و مختار بن گئے ۔ ان کا اقتدار ۲۷ سال پر محیط تھا۔ یہ ۲۷ سالہ دور اہل کشمیر کے لیے ظلم و جبر کا بدترین دور سمجھا جاتا ہے ۔ اس دور کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ افغان حکومت اگر تلخ گھونٹ کے مشابہ تھی تو خالصہ بہادر زہر میں بجھے ہوئے تیر تھے۔ (۱۳)

لاہور دربار کی کمزوری کے بعد انگریزوں نے ریاست جموں و کشمیر پر حکمرانی کا سودا ایک ڈوگرہ سردار گلاب سنگھ کے ہاتھ ۷۵ لاکھ روپے میں کیا۔ ۱۵۸۶ء سے لیکر ۱۸۴۶ء تک کشمیر کے حکمران غیر ملکی تھے، لیکن ڈوگرے اسی ملک کے باسی تھے۔ ڈوگروں سے پہلے کشمیر کے غیر ملکی حکمرانوں نے کشمیریوں کا قومی تشخص چھین کر انہیں غلامی اور ذلت کے اندھیرے غار میں

دھکیل دیا تھا لیکن ۱۸۴۶ء میں بیعنامہ امرتسر کے بعد ڈوگروں نے ریاست جموں وکشمیر کو ایک مستقل اور جدا گانہ وجود عطا کیا۔(۱۵) گلاب سنگھ اور اس کے جانشینوں نے بیعنامہ امرتسر کے تحت حاصل کیے گئے علاقوں پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ مزید فتوحات کر کے مملکت کشمیر کی حدود کا باقاعدہ تعین کیا۔ یوں ۸۴،۴۷۱ مربع میل پر مشتمل ریاست جموں کشمیر جنوبی ایشیاء کے نقشے پر ایک بار پھر نمودار ہوئی۔

۱۸۴۶ء میں بیعنامہ امرتسر کے تحت کشمیر پر ڈوگروں کے شخصی راج کا آغاز ہوا اور انہوں نے اپنے عہد میں ایک مرتبہ پھر کشمیر کو ماضی کے ایک آزاد ملک کی حیثیت عطا کی ۔ ان کا راج تقریباً ایک صدی یعنی ۱۹۴۷ء تک قائم رہا اور برصغیر سے برطانوی اقتدار کے خاتمہ کے ساتھ ہی کشمیر کا مدعی حکمران ڈوگرہ ان تمام حقوق سے محروم کر دیا گیا جس کا بیعنامہ امرتسر کے تحت اسے دعویٰ تھا۔ (۱۵)

تقسیم ہند کے وقت برطانوی ہند میں ۵۶۵ شخصی ریاستیں تھیں جنہیں یہ آزادی دی گئی کہ وہ اپنی جغرافیائی حیثیت اور عوامی امنگوں کے مطابق دونوں مملکتوں (بھارت اور پاکستان) میں سے کسی ایک کے ساتھ الحاق کر لیں یا پھر اپنی خودمختار حیثیت کو برقرار رکھیں۔(۱۶) کشمیر سے الحاق کے حوالے سے مہاراجہ ہری سنگھ(۱۹۲۵ء۔۱۹۴۷ء) جو اس وقت ریاست پر حکمران تھا ریاستی عوام کی رائے سے بخوبی واقف تھا۔ نیز وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جغرافیائی اعتبار سے بھی ہر حال میں کشمیر کا تعلق صرف پاکستان سے ہی بنتا ہے، لیکن ہندو ہونے کی وجہ سے ہری سنگھ ریاست کا مستقبل پاکستان کے ساتھ وابستہ کرنے کے لیے ہرگز تیار نہ تھا۔

حکومت برطانیہ کی جانب سے انتقال اقتدار کے لئے ۱۵اگست ۱۹۴۷ء کی تاریخ مقرر

کی جا چکی تھی۔ اس تاریخ سے صرف تین دن قبل ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء کو کشمیر کے ہندو ڈوگرہ حکمران ہری سنگھ نے ہندوستان اور پاکستان کی حکومتوں سے درخواست کی کہ اس کے ساتھ ایک "معاہدہ قائمہ" کیا جائے جس کے مطابق ریاست جموں و کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ ہونے تک انڈیا اور پاکستان کے ساتھ اس کے تعلقات کی نوعیت وہی رہے جو انتقال اقتدار سے پہلے تھی۔ اور ریاست کو تمام سابقہ سہولیات حاصل رہیں۔(۱۷) حکومت پاکستان نے ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ٹیلی گرام کے ذریعے اس معاہدے کو قبول کرنے کا فیصلہ ہری سنگھ تک پہنچا دیا لیکن حکومت ہند اس بارے میں خاموش رہی۔ پاکستان نے اس موقع پر احتجاج کرتے ہوئے یہ باور بھی کرایا کہ معاہدہ قائمہ کے بارے میں ہندوستان کے رویے سے محسوس ہوتا ہے کہ ہندوستانی حکومت اپنے ساتھ کشمیر کے فوری الحاق کیلئے کوئی گہری چال چل رہی ہے لیکن ہندوستانی حکومت نے پاکستان کے اس خدشے کو بے بنیاد قرار دیا۔(۱۸)

ہندوستان کے لیڈر کسی بھی صورت کشمیر کا الحاق پاکستان کے ساتھ نہیں چاہتے تھے اور انہیں یہ بھی منظور نہیں تھا کہ کشمیر خود مختار رہے۔ کیونکہ اس صورت میں بھی خطے کے تمام تر جغرافیائی، سماجی، اقتصادی اور مواصلاتی روابط پاکستان کے ساتھ ہی استوار ہونے تھے، یہ ہندو لیڈروں کو کسی بھی صورت گوارا نہ تھا۔ اسی خیال کے تحت نہرو، گاندھی اور پٹیل نے آخری وائسرائے ہند لارڈ ماونٹ بیٹن کے ساتھ مل کر ایک سازش تیار کی تاکہ پاکستان کو کشمیر سے محروم رکھا جا سکے۔(۱۹)

مذکورہ سازش اور انگریز وائسرائے کی جانبداری کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ۵ جون ۱۹۴۷ء کو تقسیم ہند کا منصوبہ پیش کیا گیا تو کشمیر کا حکمران اپنی ریاست کو

مستقبل میں خود مختار رکھنے کے منصوبے بنا رہا تھا۔ اس موقع پر ہندوستان کا وائسرائے اپنی گونا گوں مصروفیات ترک کر کے کشمیر پہنچ گیا اور ۱۷جون سے ۲۳جون تک کشمیر میں قیام کیا، نیز انتقال اقتدار سے دو ماہ قبل ہی ہری سنگھ کو یہ یقین دلایا گیا کہ اگر وہ ہندوستان سے الحاق کرلے تو اس کی مکمل حمایت اور حفاظت کی جائے گی۔ اس دورے کے بعد دیگر مسلمان مخالف لیڈروں نے ہری سنگھ سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر دیااور اس کو ہندوستان کے ساتھ الحاق کے لیے قائل کرنے کا جتن کرنے لگے۔ سب سے آخر میں خود گاندھی نے کشمیر کا دورہ یکم اگست ۱۹۴۷ء میں کیا اور مہاراجہ کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ ہندوستان سے الحاق کا اعلان کرے۔(۲۰)

اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ انگریز وائسرائے ماونٹ بیٹن اور ہندولیڈر پہلے ہی ایسی سازش تیار کر چکے تھے جس کے نتیجے میں تقسیم کے اصولوں کی پامالی کرتے ہوئے کشمیر کو ہر حال میں ہندوستان کا حصہ بنانا مقصود تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مہاراجہ ہری سنگھ نے بھارت، انگریز وائسرائے ماونٹ بیٹن اور دیگر مسلمان مخالف لیڈروں کے دباؤ کے تحت پاکستان کے ساتھ معاہدہ قائمہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کشمیر کا الحاق بھارت کے ساتھ کر دیا۔ریاست جموں وکشمیر جو آج تک غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے اسی مذکورہ سازش کا شاخشانہ ہے۔

☆☆☆☆☆

حواشی

۱۔ میر، جی ایم، کشور کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ، رضوان پبلشرز میر پور آزاد کشمیر ۲۰۰۴، ص، ۶۶

۲۔ سبط حسین، پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء، مکتبہ دانیال کراچی، ۱۹۷۷، ص، ۹۳

۳۔ میر، جی ایم، کشور کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ، رضوان پبلشرز میر پور آزاد کشمیر ۲۰۰۴، ص، ۲۳

4. Bamzai، P.N.K. , Cultural And Political History of Kashmir, Page, 99

۵۔ سجاد لطیف، راجہ، مطالعہ کشمیر، سنگت پبلشرز لاہور، ۲۰۰۳، صفحہ ۵۶

6 K Warikoo, Central Asia and Kashmir, Gian Publishing House, New Delhi, 1989 Page, 111

۷۔ بزاز، پریم ناتھ، تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر، ویری ناگ پبلشرز میر پور، ۱۹۹۲ء صفحہ ۳۱

۸۔ حسرت، چراغ حسن، کشمیر، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، ۲۰۰۳ء، ص ۳۲

۹۔ رسول پونپر، وولرک مولر، شالیمار آرٹ پریس سرینگر، ۱۹۸۲ء، صفحہ ۸۸

۱۰۔ فوق، محمد دین، مکمل تاریخ کشمیر، ظفر برادرس لاہور، ۱۹۳۶ء، صفحہ ۳۲۰

۱۱۔ بزاز، پریم ناتھ، تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر، ویری ناگ پبلشرز میر پور، ۱۹۹۲ء، صفحہ ۸۱

۱۲۔ میر، جی ایم، کشور کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ، رضوان پبلشرز میر پور آزاد کشمیر ۲۰۰۴ء، ص، ۲۸

۱۳۔ فوق، محمد دین، مکمل تاریخ کشمیر، ظفر برادرس لاہور، ۱۹۳۶، صفحہ ۷۰۵

۱۴۔ وی پی مینن، کشمیر اور جونا گڑھ کی کہانی، کتاب منزل لاہور، ۱۹۶۰ء، صفحہ ۲۰۷

۱۵۔ قریشی، بشیر احمد، قائد کشمیر (چوہدری غلام عباس)، پرنٹنگ کارپوریشن آف فرنٹیر مظفر آباد ۱۹۸۵ء، صفحہ ۹۲

۱۶۔ شفیق حسین، مرزا، آزاد کشمیر، ایک سیاسی جائزہ، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ وثقافت اسلام آباد، ۱۹۹۰ء، ص ۶۱

۱۷۔ کلیم اختر، شیر کشمیر، سندھ ساگر اداکامی، لاہور، ۱۹۶۳، ص ۲۰۸

۱۸۔ شکیل احمد، خواجہ، مسئلہ کشمیر۔ ایک تاریخی جائزہ، کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۹۹، صفحہ ۲۲

۱۹۔ ایضاً، صفحہ ۲۳ ۲۰۔ ایضاً